مسلم اقلیتیں-احوال وامکانات

ڈاکٹر انیس احمد

مغرب اور اسلام کے باہمی تعلق پر مختلف زاویوں سے نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ عموماً ہم مغرب اور اسلام کو دو متضاد تہذیبوں، نظام ہائے حیات اور ثقافتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسلام جن آفاقی اور الہامی اصولوں پر اپنی ثقافت اور معاشرت ومعیشت کی تعمیر کرتا ہے وہ مغرب کی مادہ پرست لادین اور انفرادیت پرست اقدار حیات سے بہت مختلف ہیں، لیکن ابلاغ عامہ اور معلومات کے انقلاب آفریں دور میں جب مختلف اقوام و ممالک کے درمیان سرحدیں بڑی حد تک تحلیل ہو گئی ہیں اور دنیا ایک چھوٹے سے قریہ میں تبدیل ہو گئی ہے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ ہم جسے مغرب کہتے ہیں وہ صرف مغرب ہے۔ آج مغربی ممالک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد وقتی طور پر یا مستقل اقامت پذیر ہے۔ خود مقامی افراد کے قبول اسلام کے بعد بعض ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں مقامی مسلمان پائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں اس وقت تقریباً ۶۰ لاکھ مسلمان رہائش رکھتے ہیں۔ ان میں نصف سے زائد مقامی مسلمان ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ آئندہ چند سالوں میں مسلمان امریکہ میں دوسری سب سے بڑی مذہبی جماعت ہوں گے۔ یہی شکل یورپ کے بعض ممالک مثلاً برطانیہ، فرانس، جرمنی اور خصوصاً بوسنیا ہرزگوینا میں پائی جاتی ہے۔ تاریخ کے عمل کے نتیجہ میں ان مقامات پر تہذیبی، ثقافتی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی توازن کو بہت جلد ان محسوس حقائق کے پیش نظر ایک نئی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لیکن کیا مسلمانوں کی عددی قوت ان کے تشخص، ثقافتی انفرادیت اور تعمیری کردار کی ضمانت دے سکتی ہے؟ کیا ایک 'مذہبی اقلیت' کے احساس کے ساتھ مسلمان مغرب میں رہتے ہوئے کوئی تعمیری کردار ادا کر سکتے ہیں؟ کیا ایک ایسے نظام تعلیم سے گزرنے کے بعد جس کی بنیاد انفرادیت پرستی، لادینیت اور مادہ پرستی پر ہے، آنے والی نسلیں اپنی انفرادیت وشخصیت برقرار رکھ سکتی ہیں؟ ہم آنے والے عہد کے بارے میں کسی منجم کی طرح پیشن گوئی تو نہیں کر سکتے لیکن آنکھوں دیکھے حقائق اور عقل پر مبنی تجزیہ کی بنا پر یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ احیائے اسلام کی لہر جو اسلام آباد سے لیکر آذربائجان اور ویلنگٹن سے لیکر ملبورن –

سڈنی تک امت مسلمہ کے نوجوانوں کو متاثر کر رہی ہے اس کے اثرات انشاء اللہ مثبت اور تعمیری ہونگے۔

بایں ہمہ خود مغرب میں مقیم مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں چند کلیدی مسائل کا تذکرہ مفید ہوگا۔ ہماری نگاہ میں مغرب کے مسلمانوں کا پہلا اور بنیادی مسئلہ ان کی خود آگاہی اور خود شناسی ہے۔ یعنی وہ خود اپنے بارے میں کیا تصور اور رائے قائم کرتے ہیں؟ آیا وہ اپنے آپ کو مثلاً پہلے امریکی سمجھتے ہیں اور پھر مسلمان یا وہ اپنی شناخت اور شخصیت کو اسلام سے وابستہ کرنے کے بعد جس جغرافیائی خطہ سے تعلق رکھتے ہیں اس سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا بدیہی مسئلہ ہے جس کا سامنا ہر مبنی بر نظریہ گروہ کو پیش آیا ہے۔ صیہونی ریاست کے بہ جبر قیام کے بعد امریکہ میں مقیم صیہونی الفکر افراد کو اپنی وفاداری اور قوم پرستی کے حوالے سے یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اگر امریکہ اور اسرائیل میں ٹکراؤ ہوا تو کس طرف جائیں گے اور عموماً انہوں نے یہی طے کیا کہ امریکہ میں پیدا ہونے، تعلیم پانے، معاشی، معاشرتی، سیاسی فوائد کے حصول کے باوجود ان کی ہمدردی اور وفاداری اسرائیل کے ساتھ ہوگی۔ ان کے اس قومی اجماع کی بنیاد لادینی نسلیت اور تعصب ہے۔ یہی سوال امریکہ ایران کشیدگی کے دوران بہت سے امریکی نژاد مسلمانوں کو درپیش ہوا کہ امریکی فوج کے ایک سپاہی یا افسر کی حیثیت سے کیا وہ ایران پر اپنے ہوائی جہاز یا بحری جہاز کے ذریعے حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

مغربی اقدار حیات کی روشنی میں اس کا واضح حل یہ نظر آتا ہے کہ چونکہ آزادی ضمیر ایک بنیادی حق ہے جس کی بنا پر بہت سے غیر مسلم اور لادینی امریکیوں نے ویت نام کی جنگ میں یہ پسند کیا تھا کہ وہ ملک بدر کر دیے جائیں یا قید کر دیے جائیں لیکن ضمیر کے خلاف ویت نام کی جنگ میں شامل نہ ہوں، اسی طرح مغرب میں مقیم مسلمانوں کو ایک شعوری اور ضمیر کی آزادی پر مبنی فیصلہ کرنا ہوگا۔

مسلمانوں کو مغرب میں جن مسائل کا سامنا ہے ان میں سے بعض کا تعلق معیشت سے ہے اور بعض کا معاشرت سے۔ مثلاً مغرب کے سودی نظام میں کس طرح سود سے پاک تجارت و معیشت پر عمل کیا جائے؟ جس معاشرہ کی بنیادیں آزادانہ اختلاط مرد و زن پر ہوں، جہاں مسکرات اور ادویات کا استعمال عموم اختیار کر گیا ہو، وہاں ایک پاک صاف زندگی کیسے گذاری جائے؟ جہاں طلاق کا تناسب ۶۰ فیصد پہنچ گیا ہو، وہاں تعدد ازواج اور طلاق و وراثت کی اسلامی تعلیمات کو کیسے نافذ کیا جائے؟ پھر عبادات کے حوالے سے صنعتی ثقافت میں کس طرح

مقررہ اوقات پر صلواۃ کی ادائیگی ہو اور جو حضرات نئی قائم کردہ مساجد یا مدارس میں قیادت کے فرائض انجام دے رہے ہیں ان کی شدت پسند فرقہ واریت کو جو وہ اپنے ہمراہ مغرب لیکر آئے ہیں کس طرح اعتدال میں لایا جائے؟ خاندان کے نظام کو جو اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے کس طرح مغرب کے بے قید معاشرتی ماحول میں باقی رکھا جائے؟ یہ اور اس نوعیت کے ہر ہر سوال پر نہ صرف مغرب میں مسلمانوں کے تناظر میں بلکہ خود نام نہاد مسلم ممالک جن کی بڑی تعداد پر لادینیت پسند افراد حکمران ہیں، کے حوالے سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کی مغرب میں موجودگی جہاں ان مسائل کی شدت میں اضافہ کر رہی ہے وہاں یہ پیغام بھی دے رہی ہے کہ مغرب کے مسلمان اپنے تشخص وانفرادیت کو برقرار رکھتے ہیں اور یہ خود مغرب کی ثقافت، فکر، اور مادہ پرستی میں تبدیلی کے عمل کا باعث ہوگی۔ کیونکہ اسلام نہ مشرق میں قید ہے نہ مغرب میں، یہ دین فطرت اور دین حق ہونے کی بنا پر زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔

مغرب اور اسلام کا حالیہ شمارہ ہماری روایت سے تھوڑے سے انحراف کے ساتھ طبع کیا جارہا ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ مغرب کی نمائندگی خود مغرب کے افراد ہی کریں اور اس غرض سے مضامین کے انتخاب میں ان افراد کو اولیت دی جاتی ہے جو غیر مسلم ہوں یا مغربی مفادات کے تناظر میں بات کریں اس شمارہ میں ان مسلمانوں کے حوالے سے جو مغرب میں ہیں یا اس جیسے ماحول میں ہیں، ایسے مضامین بھی شامل ہیں جن کے مصنف غیر مسلم نہیں ہیں۔ بہر صورت وہ ان خطوں کے مسائل کی بڑی حد تک نمائندگی ضرور کرتے ہیں۔

مغرب اور اسلام پر آپ کی تنقیدی آراء، خطوط اور تبصرے اس جریدے کو بہتر بنانے میں بہت مددگار ہوتے ہیں اس لیے بلا تکلف اپنی رائے سے مطلع کیجئے۔